انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور عصر حاضر: فقہاء کرام کی آراء کا جائزہ

Human Transplantation and Contemporary Era: A Juristic Approach

*ڈاکٹر شہاب اشرف خٹک

**ڈاکٹر فخر الدین

Abstract

Modern day man has excelled in science to such an extent that revolutionary changes have been made in every walk of life. Those things which were impossible yesterday, are a reality today. One cannot deny the modern research and discoveries. Organ transplantation now a days is an important matter. The importance of this treatment is increase day by day, because this matter is related to the protection of ethical values on one hand. It seems that the use of Human organs and components is against the ethical value. On the other hand of some patients, organ translation is the only method of treatment and Shariah has allowed to fulfill human needs. In order to solve this problem two different view point will be sought to determine that whether this treatment is against the Quranand Sunnah or not.

Keywords: *Transplantation, Qura'n , Sunnah, Jurists*

*شعبہ علوم اسلامیہ اینڈ عربیک، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

**شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی مخلوقات میں انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے اور زمین پر اللہ نے اسے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اسے شرف تکریم عطاء کیا۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.(التین:4) "ہم نے پیدا کیا انسان کو (بہت) خوب اندازے پر"۔ امام ابن عربی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصیر، مدبر اور حکیم بنایا ہے اور یہ سب صفات دراصل خود اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے پہلے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا اور اللہ پاک خود ہر شکل و صورت سے آزاد ہے۔[(1)]

اس ضمن میں ایک اور قرآنی آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ(بنی اسرائیل: ۷۰)۔ "اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو"۔ یعنی یہ کہ آدم کی اولاد کو تمام مخلوقات پر جو فضیلت دی گئی ہے اس میں تو کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف حیثیتوں سے ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں مثلاً: حسن صورت، اعتدال جسم، اعتدال مزاج، اعتدال قد و قامت جو انسان کو عطا ہوا ہے وہ کسی دوسرے جاندار میں نہیں ہے، اس کے علاوہ عقل و شعور میں بھی اس کو خاص امتیاز بخشا ہے جس کے ذریعے وہ تمام کائنات آسمانی اور ارضی سے اپنے کام نکالتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدرت بخشی ہے کہ وہ اللہ کی تمام مخلوقات سے ایسے مرکبات اور مصنوعات تیار کرے جو اس کے رہنے سہنے اور نقل و حرکت اور بعام و لباس میں اس کے کام آسکیں، اس کے علاوہ سوچ سمجھ، افہام و تفہیم کی جو مہارت اس کو عطا ہوئی ہے وہ اور کسی حیوان میں نہیں ہے۔ انسان ہی کو یہ فضیلت ہے کہ عقل و شعور سے اپنے خالق اور مالک کو پہچانے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں اس طرح فرق کیا گیا ہے کہ عام جانوروں میں خواہشات ہیں لیکن ان میں عقل و شعور نہیں ہیں۔ فرشتوں میں عقل و شعور ہے لیکن ان میں خواہشات جنس نہیں ہے اور انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جس میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔ یعنی عقل و شعور بھی رکھتا ہے اور خواہشات بھی اس وجہ سے

جب وہ خواہشات کو عقل و شعور کے ذریعے مغلوب کرلیتا ہے اور حرام کی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے تو اس کا مقام بہت سے فرشتوں سے بھی اونچا ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اولادِ آدم کو مخلوقات آسمانی اور ارضی اور دیگر تمام جانداروں پر فضیلت دی گئی ہے، اس طرح جنات جو عقل و شعور میں انسان کی طرح ہیں لیکن ان پر بھی انسان کا افضل ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔(۲)

انسان کے جسمانی اعضاء جو کہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہیں اب اس عطیہ کے بارے میں (جن کو مختلف ذرائع سے نکالا اور تبدیل کیا جارہا ہے)، مفتی محمد شفیعؒ مسائل واحکام بیان کرتے ہیں کہ شریعت اسلام میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس ضمن میں دو قرآنی آیات کو بیان کیا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُم مَّا فِیْ الْاَرْضِ جَمِیْعاً(البقرہ: ۲۹)۔

"وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے"۔

کیا انسان کو اپنے جسم میں تصرف کرنے کا اختیار ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو استعمال کرتا پھرے؟ اس کے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور وہ اپنے اعضاء کے بارے میں اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہو گا۔

دوسری آیت یہ ہے کہ:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْؤُوْلاً (بنی اسرائیل : ۳۶)

"بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ گچھ ہو گی"۔

ان دونوں آیات قرآنی کو بیان کرنے کے بعد صاحب تفسیر انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے ضمن میں اپنی ایک تصنیف میں رقم طراز ہیں کہ:

الف۔"جس طرح جانوروں کی کھال اور بال الگ کر دیئے جاتے ہیں اور مختلف قسموں کے کاموں میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح انسان کے ساتھ بھی یہی معاملہ جو کہ اس کی کھال، بال اور دوسرے اعضاء کو کاٹ کر استعمال میں لایا جائے تو یہ انسانی شرافت و تکریم اور منشاء تخلیق کائنات کے بالکل منافی ہے اس لیے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت اور کاٹ کر استعمال کرنا سنگین جرم اور سخت حرام ہے۔ دنیا کے ہر دور کے حکماء نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا ہے اور تمام انبیاء کرام

کی مختلف شریعتوں کا اس پر اتفاق رہا ہے۔ مسیحی دنیا جو آج کل ان کاموں میں پیش پیش ہے، ان کا بھی اصل مذہب یہی ہے۔ اسلام نے ایک انسان کے عضو کو دوسرے انسان کے لیے استعمال کرنا اس کی رضامندی اور اس کی اجازت کے باوجود بھی ناجائز کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح جسم کی ساخت بنائی ہے کہ سائنس چاہے، جدید ہو یا قدیم ہو دونوں مل کر بھی اس کا ایک حصہ بھی نہیں بنا سکتی۔ انسان کا پورا وجود ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے اور اس میں مختلف مشینیں کام کر رہی ہیں، یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنے والے نے انسان کو امانت کے طور پر دی ہیں، اس کو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔

ب۔ جس طرح انسان کا خودکشی کرنا حرام ہے، اسی طرح انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنا عضو کسی دوسرے کو رضاکارانہ طور پر یا معاوضہ لے کر دے دینا حرام ہے، فقہاء کرام نے قرآن وسنت کی واضح نصوص کی بناء پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک و پیاس سے مر رہا ہو اس کے لیے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کا کھانا تو بقدر ضرورت جائز ہے مگر یہ بات اس وقت بھی جائز نہیں ہو سکتی کہ کسی دوسرے زندہ یا مردہ انسان کا گوشت کھائے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا عضو دوسرے انسان کو بخش دے کیونکہ خرید وفروخت یا ہدیہ صرف اپنی چیزوں میں ہو سکتا ہے، روح انسانی اور اعضاء انسانی اس کی ملک نہیں کہ وہ کسی کو دے۔

ج۔ آج کل ڈاکٹر اور سرجری کی نئی ترقیات نے فنی طور پر بلاشبہ اپنے کمال کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک انسان کی آنکھیں دوسرے نابینا انسان کے چہرے میں لگا کر اس کو روشن کر دکھایا۔ پھر ایک انسان کا گردہ، پتہ، پھیپھڑا دوسرے مریض انسان کے جسم میں لگا کر تندرست کیا۔ اس وقت جس انداز سے یہ کام جاری وساری ہے۔ بظاہر ان مضرتوں کی روک تھام کا انتظام کر لیا گیا ہے جو اس تماشے کے نتیجے میں پورے انسانی معاشرے کو تباہی میں ڈال سکتی ہیں کیونکہ ایسے اعضاء صرف خالص رضاکارانہ طور پر ان لوگوں سے لیے اور دیے جاتے ہیں جو اس جہاں سے گزرے ہیں۔ خواہ وہ بیماری کے سبب یا سزا کے طور پر قتل ہونے کی وجہ سے لیکن دنیا کے تجربات رکھنے والے کوئی صاحب بصیرت ان عارضی پابندیوں پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ خدانخواستہ یہ طریقہ علاج رواج پا گیا تو اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوگا کہ غریب

انسان کی آنکھیں اور گردے اور دوسرے اعضاء ایک بکاؤ مال کی طرح بازار میں بکا کریں گے"۔
مفتی محمد شفیعؒ نے اس مختصر بحث میں اپنا نقطہ نظر یہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوندکاری ہر طرح سے ناجائز اور حرام ہے۔ چاہے کوئی انسان اپنی رضامندی سے اپنی آنکھیں، گردہ، پھیپھڑا وغیرہ دے یا پھر ان اعضاء کو کسی مجبور بندے سے خرید کر اس سے پیوندکاری کی جائے تو یہ ناجائز ہے اس لیے کہ انسان اپنے جسم کے اعضاء کا مالک نہیں ہے کہ وہ اس کو تقسیم کرتا پھرے۔(۳)

اس مسئلہ کو علامہ سعیدی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:
لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ(روم :۳۰)
"اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے "۔
اپنے جسم کے بعض اعضاء نکلوا کر کسی کو دے دینا:

علامہ سعیدی رقم کرتے ہیں کہ "بعض فقہاء جن میں حافظ ابن البر مالکی بن عطیہ اندلسی، حافظ ابو القیاس قرطبیؒ اور علامہ بدر الدین عینی حنفی نے مسئلہ فطرت کے معنی پر بحث کی ہے اور دلائل سے واضح کیا ہے کہ جس خلقت اور جس ہیئت پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح اور سالم اور تمام جسمانی نقائص اور عیوب سے خالی پیدا کیا اور وہی فطرت ہے"۔

علامہ سعیدی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ یعنی اللہ کی خلقت اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت اور ہیئت میں تبدیلی نہ کرو اور اپنے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی اور تغیر نہ کرو، جو لوگ اپنے بعض اعضاء مثلاً گردہ وغیرہ نکلوا کر کسی کو دے دیتے ہیں ان کا یہ فعل بھی اس مذکورہ آیت کی رو سے ممنوع اور حرام ہے۔ اپنے جسم کے اعضاء نکلوانے کے حرام ہونے پر دوسری دلیل قرآن مجید کی اس آیت سے دیتے ہیں کہ اپنے جسم کے بعض اعضاء کو نکلوانا یا کٹوانا تغیر خلق اللہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا قول نقل فرمایا:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّهِ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيّاً مِّن دُونِ اللّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَاناً مُّبِيْناً (النساء:۱۱۹)

"اور مجھے قسم ہے میں ضرور ان کو گمراہ کردوں گا اور میں ضرور ان کے دلوں میں (جھوٹی) آرزوئیں ڈالوں گا اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا تو وہ ضرور مویشیوں کے کان چیر ڈالیں گے اور میں ان کو ضرور حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے۔اور جس نے اللہ کے بجائے شیطان کو اپنا دوست بنا لیا تو وہ کھلے ہوئے ہوئے نقصان میں مبتلا ہو گیا"۔

اب جو مرد داڑھی منڈواتے ہیں اور عورتوں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بال کٹواتی یا سر منڈاتی ہیں اور جو بوڑھے مرد بالوں پر سیاہ خضاب لگاتے ہیں اور جو مرد خصی ہو جاتے ہیں (جو بعد میں عورتیں بن کر ناچتے ہیں) یا وہ لوگ جو اپنے بعض اعضاء کسی کو دینے کے لیے نکلواتے ہیں تو یہ سب شیطان کے حکم پر عمل کر کے تغیر خلق اللہ کر رہے ہیں اور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کر رہے ہیں۔سو یہ تمام افعال ناجائز اور حرام ہیں ۔ [۴]

انسانی افراط کے ساتھ پیوند کاری کی تحریم اور ممانعت :

اس طرح کی ایک اور حدیث بیان ہوئی ہے کہ :

عن عائشتة ان جاریته من الانصار تزوجت وانھا مرضت فتمرط شعرھا فارادو ان یعلوا : فسالو رسول اللّهﷺ عن ذالک فلعن الواصلة والمستوصلته۔[۵]

" حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی، وہ بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے، اس کے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ اس کے بالوں کے ساتھ کسی دوسری عورت کے بالوں کو پیوند کر دیں۔انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالوں میں پیوند کرنے والی اور بالوں میں پیوند کرانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے"۔

انسانی اجزاء کے ساتھ پیوند کاری کی تحریم اور ممانعت:

علامہ سعیدی فقہاء مذاہب کی تصریحات کو نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی لکھتے ہیں کہ:

واصلہ کا معنی ہے وہ عورت جو کسی عورت کے بالوں میں دوسرے بالوں کا پیوند لگائے اور مستوصلہ کا معنی ہے وہ عورت جو اپنے بالوں میں دوسری عورت کے بالوں کا پیوند لگوائے۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحابؒ نے اس مسئلہ کی تفصیل کی ہے اور یہ کہا کہ اگر عورت نے اپنے بالوں کے ساتھ کسی آدمی کے بالوں کو پیوند کیا ہے تو بالاتفاق حرام ہے، خواہ وہ مرد کے بال ہوں یا عورت کے اور خواہ وہ اس کے محرم کے بالوں ہیں یا شوہر یا ان کے علاوہ کسی اور کے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ احادیث میں عموم ہے اور اس لیے بھی کہ آدمی کے بالوں اور سارے اجزاء سے اس کی تکریم کی وجہ سے نفع حاصل کرنا حرام ہے۔(٦)

اب آگے انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے ہی ضمن میں قرآنی آیت کے جملہ "لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ" کی روشنی میں احادیث مبارکہ اور فقہاء سے دلائل بیان کرنے کے بعد اسی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ سعیدی رقم کرتے ہیں کہ حدیث صحیح میں انسان کے اجزاء کی دوسرے انسان کے اجزاء کے ساتھ پیوند کاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہے۔ خواہ کسی مرض کی ضرورت کی وجہ سے یہ پیوند کاری کی جائے اور فقہاء مذاہب نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور انسان کے بالوں کے ساتھ دوسرے انسان کے بالوں کی پیوند کاری ممنوع ہے تو پھر انسان کے اعضاء کے ساتھ دوسرے انسان کے اعضاء کی پیوند کاری بطریق اولیٰ ممنوع اور حرام ہو گی۔

ہاں البتہ سونے کی دھات سے یہ پیوند کاری ہو سکتی ہے۔ جیسے روایات میں ملتا ہے کہ:

عن عبد الرحمن بن طرفة: ان جده عرفجة بن اسعد قطع انفه يوم الكلاب فاتخذه انفا من ورق فانتن عليه، فامره النبى صلى الله عليه وسلم فاتخذ انفا من ذهب (٧)

حضرت عبدالرحمن بن طرفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعدؓ کی جنگ کلاب میں ناک کاٹ دی گئی تھی۔ انھوں نے چاندی کی ناک لگوائی لیکن وہ سڑ گئی اور اس سے بدبو آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کی جگہ سونے کی ناک لگالے"۔

علامہ سعیدی انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی شرعی حیثیت کے عدم جواز پر اپنی نقطہ نظر کو اپنی تصنیف شرح صحیح مسلم میں وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری سونے چاندی کی دھات اور پاک جانوروں کے اعضاء اور ہڈیوں سے پیوند کاری کرنا جائز ہے البتہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اجزاء کو دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں۔

ہرچند کہ اعضاء کی ضرورت محتاج اور مضطر ہے لیکن اعضاء دینے والے کو کون سا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ یہ حرام کام کر رہا ہے اور اپنے اعضاء کو جسم سے نکلوا کر یا بعد از مرگ نکلوانے کی وصیت کر کے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کر رہا ہے جب کہ ائمہ اربعہ نے تصریح کی ہے کہ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بھوک سے مرنے والے انسان کو یہ کہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو اور اپنی زندگی بچالو اور یہاں انہوں نے اس بات کی مخالف سوچ رکھنے والوں کا بھی مؤثر انداز میں جواب دیتے ہوئے رقم کرتے ہیں کہ:

مصری علماء نے یہ بیا ن کیا ہے کہ شوافع اورزیدیہ کا ایک قول یہ ہے کہ: جب کوئی انسان بھوک کی وجہ سے مضطر ہو اور اسے کوئی چیز کھانے کو نہ ملے تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا کوئی عضو کاٹ کر کھالے۔ اور مصری علماء نے اس بات پر قیاس کیا ہے کہ جب انسان اضطرار کے عالم میں اپنا عضو کھا سکتا ہے تو پھر کسی دوسرے مضطر انسان کو اپنا عضو کھلا سکتا ہے۔ بنابریں علاج کی ضرورت سے اپنے اعضاء بھی دوسرے انسان کو دے سکتا ہے۔ ان دونوں باتوں کا جواب یہ ہے کہ: مصری علماء نے اس پر غور نہیں کیا کہ اول تو یہ صرف بعض شوافع اور زیدیہ کا قول ہے، جمہور فقہاء اہل سنت کا قول نہیں ہے اور اس اہم مسئلہ کے لئے شوافع اور زیدیہ کے قول پر بھی قیاس درست نہیں ہے کہ ایک انسان کسی بھوکے مضطر کو اپنا عضو کاٹ کر کھلا دے، کیونکہ شوافع اور زیدیہ

بھوک میں مبتلا شخص کو اپنا عضو کاٹ کر کھانے کی اجازت دے رہے ہیں۔اس لیے ان ہی کے قول کی بنیاد پر وہ بھوکا شخص اپنا عضو کاٹ کر کھائے، کسی اور کا عضو کاٹ کر کھانے کی نہ انھوں نے اجازت دی ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور دوسری اصولی بات یہ ہے کہ جو شخص مضطر ہے اس کی حالت اضطرار میں ارتکاب جرم کی اجازت دی جاتی ہے اس لیے جو بھوک سے مر رہا ہے وہ تو مضطر ہے کہ وہ اپنا عضو کاٹ کر کھائے تو پھر کسی دوسرے انسان کو کون سا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام کام کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنا ہاتھ کاٹ کر دوسرے کو کھلا دے۔ انسانی اعضاء کو فروخت کرنا اس عزت اور تکریم کے خلاف ہے، حقیقت یہ ہے کہ بغیر کسی اضطرار اور شرعی مطالبہ کے اپنے اعضاء کو کٹوا دینا اس سے بھی زیادہ تکریم کے منافی ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ اعضاء ہم کو اپنے استعمال کے لیے دیے ہیں، یہ اعضاء ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، ان اعضاء کو کاٹ کر کسی اور کو دینا اس امانت میں خیانت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ان اعضاء میں تصرف ہے ۔ آگے علامہ سعیدی مزید بیان کرتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے ایک رکن علامہ مفتی محمد حسین نعیمی جو اعضاء کی پیوندکاری کے جواز کے قائل ہیں، ان سے جب میں نے یہ کہا کہ اعضاء دینے والے کو کون سا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ خلاف شرع اپنے اعضاء کٹوا رہا ہے تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کو ایک گردے کی ضرورت ہے اور میرے گردہ دینے سے اس کی جان بچ جائے گی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنا گردہ کٹوا کر اس کو دیدے اور چونکہ علاج کی یہی ضرورت ہے اس لیے وہ مضطر ہے۔تو علامہ سعیدی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اس شخص پر کیا موقوف ہے کہ کراچی شہر کے اسی لاکھ (80 لاکھ) انسانوں میں سے اکثر و بیشتر انسانوں کا گردہ اس کے کام آسکتا ہے تو کیا ان سب لوگوں پر اس کو گردہ دینا واجب ہوگا اور اگر کسی نے گردہ نہ دیا تو کیا پورا شہر گنہگار ہوگا بلکہ اس کی موت کا ذمہ دار ہوگا۔ پھر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ہم پر واجب کیا ہے کہ ہم اعضاء کے ضرورت مند لوگوں کو اپنے اعضاء کاٹ کر دیا کریں۔ نیز انہوں نے پھر یہ دلیل دی کہ اگر سمندر میں کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کنارے پر کھڑے لوگ اس کو نہ بچائیں تو وہ گنہگار ہوں گے ؟ تو علامہ سعیدی نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان پر اس ڈوبتے ہوئے شخص کو بچانا اس وقت فرض ہے جب بچانے کے

سلسلہ میں ان کو خود کسی جانی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔اور اگر سمندر میں شارک مچھلیاں ہوں اور اس کا خطرہ ہو کہ وہ اس کا ہاتھ پیر کاٹ لیں گی یا اس کو خود اپنے ڈوبنے کا خطرہ ہو تو پھر اس کو بچانا فرض عین نہیں بلکہ خود اپنی جان کی حفاظت کی خاطر اس پر فرض ہے کہ وہ سمندر میں نہ اترے، بہر حال علامہ سعیدی یہاں بھی آخر میں بیان کرتے ہیں کہ زندہ یا مردہ کے اعضاء کاٹنے سے پیوند کاری کرنا قطعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صریح مخالفت ہے اور ایسا عمل تکریم آدمیت کے خلاف ہے[۸]

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے بارے میں عدم جواز کی وجوہ :

اکثر فقہاء حضرات نے انسانی اجزاء سے انتفاع (فائدہ) کو اسی لئے منع فرمایا ہے کہ انسان صرف خرید و فروخت کی چیز بن کر نہ رہ جائے کیونکہ یہ اس کی شان تکریم کے خلاف ہے اسی سلسلہ میں فقہاء اور علماء کرام کی آراء عدم جواز کی وجوہ کی ضمن میں ہے :علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی فرماتے ہیں کہ :

وشعر الانسان والانتفاع به ای لم یجز بیعه والانتفاع به لان کان الا دمی غیر مبتذل فلا یجوزان یکون شئی عن اجزاءه مهانا مبتذلا [۹]

"انسان کے بال سے نہ انتفاع جائز ہے اور نہ اس کی بیع جائز ہے اس لئے کہ آدمی مکرم ہے اس کے مقابل کوئی چیز نہیں پس نہیں جائز ہے کہ اس کے اجزاء میں سے کسی جزو کو ذلیل کیا جائے یا استعمال کیا جائے ۔ امام ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سھل المبسوط میں بیان کرتے ہیں کہ :

الا تری ان شعر الادمی لا یتنفع به اکراما للادمی [۱۰]

"کیا تو نے نہیں دیکھا انسانیت کی وجہ سے انسانوں کے بالوں سے بھی فائدہ نہیں لیا جا سکتا"۔ امام علاؤالدین بن ابی بکر بن مسعود الکاسانیؒ رقم کرتے ہیں:

واماالنوع الذی لا یباح ولا یرخص بالاکراہ اصلاً فھو قتل المسلم بغیر حق سواء کان الاکراہ ناقصا أو تاما وکذا قطع عضو من اعضاہ ولواذن لہ المکرہ علیہ فقال للمکرہ افعل لا یباح لہ ان یفعل[11]

"اور وہ قسم جو کہ ناجائز ہوتی ہے اور نہ اس میں رخصت دی جاتی ہے بالکل مجبور کرنے سے تو وہ ناحق مسلمان کا قتل کرنا ہے۔ برابر ہے کہ اکراہ ناقص ہو یا تام (کم یا پورا) اور اسی طرح مسلمان کے اعضاء میں سے کسی عضو کا کاٹنا اگرچہ مکرہ علیہ اس کو اجازت دے اور مکرہ کو کہے کہ تو یہ کام کر پھر بھی اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کرے"۔

مولانا مجاہد الاسلام قاسمی فرماتے ہیں:

اضطراری حالت میں خون دینا تو جائز ہے کیونکہ خون عضو نہیں ہے اور پھر دوبارہ بھی نیا خون پیدا ہو جاتا ہے لیکن نکالے ہوئے عضو کی جگہ دوسرا عضو پیدا نہیں ہوتا مثلاً آنکھ، گردہ وغیرہ اگر نکالے جائیں تو یہ دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتے اس لئے انسانی اعضاء کی پیوند کاری ناجائز ہے۔[12]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رقم طراز ہیں کہ:

"آنکھوں کے عطیہ کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں ہے، بہت سے دوسرے اعضاء بھی مریضوں کے کام آ سکتے ہیں اور ان کے دوسرے مفید اعضاء استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دروازہ اگر اس طرح کھول دیا گیا تو مسلمان قبر میں دفن ہونا مشکل ہو جائے گا اور اس کا سارا جسم چندہ ہی میں تقسیم ہو کر رہ جائے گا"۔[13]

مولانا محمد برھان الدین سنبھلی فرماتے ہیں:

انسان جب اپنے اجزاء و اعضاء کا مالک نہیں ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کسی بھی صورت اجازت نہیں دے سکتا، اگر وہ اجازت دے بھی دیتا ہے تو وہ شرعاً ناقابل اعتبار بلکہ باعث رد ہوگی۔[14]

مولانا محمد یوسف لدھیانوی اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اسلامی شریعت انسان اور انسانیت کی ظاہری اور معنوی صلاح و فلاح کی ضامن ہے اس کے لئے کسی حرام اور خطرناک کی طرف دیکھنا اور صرف ظاہر فائدہ کے بناء پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں، اسلام نے نہ صرف زندہ انسان کے

درست اعضاء کا نہیں بلکہ کٹا ہوا یا بے کار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے اور اسی طرح مردہ انسان کے بھی کسی عضو کو کاٹنا ناجائز کہا ہے اور اس معاملہ میں کسی کی رضامندی اور اجازت سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی جازت نہیں دی اور اس حکم میں مسلمان و کافر سب برابر ہیں کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔ انسان کے احترام کو شریعت اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی حال میں بھی کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی لالچ وغیرہ نہ ہو، اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء استعمال کے کاموں سے بالاتر ہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات کے لئے استعمال کیا جائے اور اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ، فقہائے کرام اور پوری امت متفق ہے، اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ تمام مذاہب کا یہی قانون ہے۔ (۱۵)

خلاصہ البحث

انسان اشرف المخلوقات ہے اور زمین پر خلیفۃ اللہ ہے تمام کائنات اور اس کی اشیاء اس کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں اور تمام اشیاء اُس کی مخدوم ہیں۔ انسان کو ان سے متنفع ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر انسان کے جسم کے اصلاح کے لئے نباتات و جمادات کو استعمال کرنا ہو تو اُس کی اجازت ہے۔ تمام ذی روح اشیاء کے لئے نہایت احتیاط کو پیش نظر رکھنا ہے اگر اضطرار پیدا ہو جائے تو اُس کیلئے حرام سے استفادہ کرنے کی

شریعت میں گنجائش ہے تاہم احترام آدمیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان کے اعضاء کو بکاؤ مال اور استعمال کی چیز بنانا ناجائز اور خلاف شرع ہے اور اگر معاشرہ میں اس پر عمل ہونے لگے تو پھر زندہ انسان کے علاوہ مردہ جسم کو چیر پھاڑ کر اس سے اعضاء نکالے جانے لگیں گے جو سراسر انسانی جسم کی توہین ہوگی۔ اس مسئلہ پر زمانہ قدیم اور جدید میں علماء کرام کے درمیان بحث و مباحثے ہوتے رہے اور دوران بحث و مباحثہ بعض علماء کرام کے نزدیک انسانی جسم کی پیوند کاری کو بحالت مجبوری جائز قرار دیا۔ مسئلہ مذکورہ کے ضمن میں مفسرین اور علماء کا نقطہ نظر کے بعد اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری جدید آلات کے ذریعے صرف اس صورت میں کی جائے کہ مریض کی حالت انتہائی خطرناک ہو، زندہ بچنے کی کوئی صورت باقی نہ ہو تو پہلے پہل کسی ماکول اللحم جانور کے عضو کو استعمال کیا جائے اور اس کے بعد انتہائی اضطراری صورت میں جب کوئی چیز میسر نہ ہو تو پھر کسی انسانی عضو کو نکالا جائے بشرط یہ کہ اس کی

رضامندی شامل ہو اور اس کی اپنی صحت پر بھی کوئی اثر نہ پڑتا ہو تو مجبوراً ایسی حالت میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری کو درست کہا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد شفیع، مولانا، (ت: ۱۹۷٦)، تفسیر معارف القرآن، ج۸: ص۵۷۷: ادارۃ المعارف کراچی، ۲۰۰۲ء۔

۲۔ ایضاً: ج۵: ص۵۰٦۔

۳۔ محمد شفیع، مولانا، انسانی اعضاء کی پیوند کاری، ص۱۳، دار الاشاعت، کراچی، ۱۳۸۷ھ۔

۴۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تفسیر تبیان القرآن، ج۹، ص۱۵۹، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۴ء۔

۵۔ القشیری، مسلم بن حجاج، (ت: ۲٦۱ھ) صحیح مسلم (کتاب اللباس، باب التحریم فصل الوصالۃ والمستوصلۃ) قم الحدیث ۵۵٦۸۔ دار الصادر، بیروت

٦۔ نووی، یحییٰ بن شرف، ابوذکریا محی الدین، (ت: ٦۷٦ھ)، صحیح مسلم شرح النواوی، ج۹، ص۵۷۸، مکتبہ نزار، مصطفی الباز مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ

۷۔ ابوداؤد سجستانی، سلیمان اشعث، (ت: ۲۷۵ھ) سنن ابی داؤد (کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ربط الاسنان، بالذھب رقم الحدیث ۴۲۳۲۔ دالاشاعت، بیروت

۸۔ سعیدی، غلام رسول، شرح صحیح مسلم، ج دوم، ص۸٦۳، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

۹۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، (ت: ۹۷۰ھ) البحر الرائق، ج٦/۵: ص۸۱، سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی، ۱۹۱۰ء۔

۱۰۔ سرخسی، محمد بن احمد، ابوسہل، (ت: ۴۸۳ھ) المبسوط، ج۱٦/۱۵، ص۱۲۵، ادارۃ القرآن کراچی، ۱۹۸۷ء۔

۱۱۔ کاسانی، ابوبکر بن مسعود، علاؤالدین، (ت: ۵۸۷ھ) البدائع الصنائع، ج۷، ص۱۷۷، سعید ایچ ایم کمپنی، کراچی، ۱۹۱۰ء۔

۱۲۔ قاسمی، مجاہد الاسلام، مولانا، جدید فقہی مباحث، ج۱، ص۱۹۵، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱۴۰۹ھ۔

۱۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (ت: ۱۹۷۹ء)، رسائل و مسائل، ج۳، ص ۲۹۴، اسلامک پبلشرز لمٹیڈ، لاہور، ۱۹۶۵ء۔

۱۴۔ سنبھلی، محمد برھان الدین، مولانا، جدید مسائل کا شرعی حل، ص ۲۵۲، ادارہ اسلامیات، لاہور ۲۰۰۰ء۔

۱۵۔ لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا (ت: ۲۰۰۰ء) آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۹، ص ۱۷۷، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، ۱۹۹۹ء۔